MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

اے شمع قلم روشنی طور دکھا دے اے بحر طبیعت گہر نور دکھا دے	مرثیہ ۱	اے لوح تجلی رخ حور دکھا دے اے شاہد معنی رخ مستور دکھا دے
بزم غم شبیر میں وہ جلوہ گری ہو		خورشید جہاں تاب چراغ سحری ہو
اے طبع رسا خلد کا گلزار دکھا دے اے شمع زباں لمعۂ انوار دکھا دے	۲	اے باغ سخن گلشن بے خار دکھا دے اے حسن بیاں خوبی گفتار دکھا دے
لرزاں ہے قدم خامۂ اعجاز رقم کا		ہاں تیغ زباں آج تو کر کام قلم کا
مانی کو بھی حیرت ہو وہ نقشہ نظر آئے اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آئے	۳	بہتا ہوا اک نور کا دریا نظر آئے سب بزم کو حیدر کا سراپا نظر آئے
مہتاب تو کیا ہے رخ خورشید بھی فق ہو		جو بند ہو تصویر تجلی کا ورق ہو
اے رتبۂ مدح چمن فاطمہ عالی ہر مصرعہ شاداب ہو اک پھولوں کی ڈالی	۴	ہاں باندھ تو گلدستۂ مضمون خیالی لفظوں سے بھی غنچہ ہوں نزاکت سے نہ خالی
لبریز لطافت سے ہو رنگیں سخن ایسا		رضواں بھی پکارے نہیں دیکھا چمن ایسا
خاموش زباں دعوی بے جا نہیں اچھا بس بس یہ غرور اور یہ دعوا نہیں اچھا	۵	ہو جس میں تکبر سخن ایسا نہیں اچھا آپ اپنی ثنا واہ یہ شیوا نہیں اچھا
کم مایہ کمال اپنا جتا دیتا ہے اکثر		جو ظرف کہ خالی ہو صدا دیتا ہے اکثر
خورشید کو کچھ حاجت زیور نہیں زنہار عیسیٰ ہے اگر جنس تو کیا حاجت اظہار	۶	پھولوں پہ کوئی عطر لگائے تو ہے بیکار خود مشک ہو خوشبو نہ کہ خوشبو کہے عطار
جو بد ہے سو بد ہے جو نکو ہے وہ نکو ہے		چھپنے کی نہیں آپ اگر عود میں بو ہے
انساں کے لئے عجز ہی لازم ہے بہر کیف گر صاحب جوہر نہ چلے جھک کے تو صد حیف	۷	ہے خانۂ دنیا میں ہر اک پیر و جواں ضیف خارج ہے اصالت سے وہ کستی نہیں جو سیف
آفاق میں یوں فیض نگیں عام نہ ہوتا		ہوتا نہ فروتن تو کبھی نام نہ ہوتا
یارب مری فریاد میں تاثیر عطا کر دولت کے عوض فقر کی جاگیر عطا کر	مطلع دوم ۸	بلبل بھی پھڑک جائے وہ تقریر عطا کر توفیق ثنا خوانی شبیر عطا کر
دعویٰ نہ سخن کا ہے نہ اعجاز بیاں ہوں		تو عالم و دانا ہے کہ میں ہیچمداں ہوں
اے باعث ایجاد جہاں وقت مدد ہے اے خضر رہ گم شدگاں وقت مدد ہے	۹	اے منتظم کون و مکاں وقت مدد ہے اے داور ہر پیر و جواں وقت مدد ہے
چلنا ہے دم تیغ دو دم پر کوئی دم کو		یوں ہاتھ پکڑ لے کہ نہ لغزش ہو قدم کو

مطلع سوم

۱۰
اے قبلۂ کونین اعانت کی طلب ہے
اے بحرِ عطا ہمت و رحمت کی طلب ہے
اے ہادئ دارین ہدایت کی طلب ہے
اے نورِ خدا نورِ بصیرت کی طلب ہے
مقبول ہے وہ تو جسے منظور کرے گا
اس ذرہ کو خورشید ترا نور کرے گا

۱۱
اے ساقئ کوثر مئے فردوس عطا کر
اے دستِ خدا قلبِ مکدر کی صفا کر
اے عیسئ دوراں مرضِ دل کی دوا کر
اے نورِ حق آئینۂ خاطر کی جلا کر
مستی میں نہ فکرِ خرد و ہوش کروں میں
کیفیتِ دنیا کو فراموش کروں میں

۱۲
اندیشۂ توصیفِ شہنشاہِ امم ہے
یہ راہ ہے باریک کہ لغزش میں قدم ہے
زانو پہ سرِ فکر ہے سجدے میں قلم ہے
اے دستِ زبردست خدا وقتِ کرم ہے
ہم سے نہ کچھ طبعِ خداداد سے ہوگا
یہ مرحلہ طے آپ کی امداد سے ہوگا

۱۳
بلبل سے کبھی وصفِ گلِ تر نہیں ممکن
ذرّے سے ثنائے شہِ خاور نہیں ممکن
آئینہ سے اوصافِ سکندر نہیں ممکن
جبریلؑ سے تعریفِ پیمبرؐ نہیں ممکن
مقدور کسے شیرِ الٰہی کی ثنا کا
ہو سکتا ہے بندے سے کہیں شکر خدا کا

۱۴
ہے عرش جہاں فرش یہ کاشانہ ہے کس کا
جلتا ہے دلِ شمع یہ افسانہ ہے کس کا
ہر سو ہے تجلی یہ جلو خانہ ہے کس کا
سرگشتہ ہے مہتاب یہ پروانہ ہے کس کا
روشن ہے جہاں جلوۂ نورِ ازلی ہے
ہاں بزمِ معلائے حسینؑ ابنِ علیؑ ہے

۱۵
اللہ رے رتبہ یہ فلک ہے کہ زمیں ہے
جو دل ہے سو وابستۂ لطفِ شہِ دیں ہے
ہے عرش مکاں جس کا وہ آج اس میں مکیں ہے
مجلس ہے کہ گلدستۂ فردوسِ بریں ہے
یہ اوج یہ رتبہ کسی محفل کو ملا ہے
ان پھولوں کے قربان عجب باغ کھلا ہے

۱۶
فرماتے ہیں شیعوں کے یہ حق میں شہِ اکرم
بن جاتے ہیں اشک ان کے مرے زخموں کے مرہم
یہ بزمِ عزا ہوتی ہے جس گھر میں فراہم
یہ لوگ ہیں سب میرے مصاحب مرے ہمدم
مرجاتا ہے کوئی تو بکا کرتا ہوں میں بھی
ان کے لئے بخشش کی دعا کرتا ہوں میں بھی

۱۷
کیسا ہی گنہگار مرے میرا عزادار
فرماتے ہیں بخشش کی دعا احمدِ مختار
ہو اس کے گناہوں سے فزوں رحمتِ غفار
اللہ سے میں ہوتا ہوں بخشش کا طلبگار
گر نزع میں سختی ہو تو زہراؑ بھی ہیں
اور قبر کی مشکل میں شریک اسکے علیؑ ہیں

۱۸
کیوں مومنو کیا فیض ہے کیا لطف و عطا ہے
گوہر ہیں یہ وہ جن کا خریدار خدا ہے
کیا مرتبۂ اشک ہے کیا اجرِ بکا ہے
جو کچھ ہے سو بس دوستئ آلِ عبا ہے
دنیا پہ نہ دولت پہ توجہ ہے نہ زر پر
زہراؑ کی نظر پڑتی ہے اشکوں کے گہر پر

۱۹
کیا اشک عزادار کا رتبہ کوئی جانے
کی ہے نظر عین عنایت شہدا نے
یہ گنج گہر بخشا ہے مردم کو خدا نے
دکھلائیں گے کیا کیا ثمر ان اشکوں کے دانے
یاں اس کا نہ عقدہ دل مضطر پہ کھلے گا
یا قبر میں یا چشمۂ کوثر پہ کھلے گا

۲۰
یاں اشک کا دانہ ہے تو واں دُر ثمیں ہے
یاں آنسوؤں کا تار ہے واں حبل متیں ہے
یاں آب ہے واں غازہ کش چہرۂ دیں ہے
یاں قطرہ ہے واں خاتم رحمت کا نگیں ہے
قطرہ ہے مگر بحر کو بھی گرد کرے گا
دوزخ کے شراروں کو بھی سرد کریگا

۲۱
جو لوگ ہیں باکی انھیں دوزخ سے نہیں باک
ہے دولت ایمان غم سبط شہ لولاکؐ
منہ اشکوں سے دھویا تو گناہوں سے ہوئے پاک
ہو جاتی ہے کیا بعد بکا طبع فرحناک
آنکھوں کی ضیا رخ کی صفا دل کی جلا ہے
سب ایک طرف گلشن فردوس صلا ہے

۲۲
مہلت جو اجل دے تو غنیمت اُسے جانو
آنسو نکل آئیں تو عبادت اُسے جانو
آمادہ ہو رونے پہ سعادت اُسے جانو
ایذا بھی ہو مجلس میں تو راحت اُسے جانو
فاقے کیے ہیں دھوپ میں سب تشنہ رہے ہیں
آقا نے تمہارے لیے کیا ظلم سہے ہیں

۲۳
تکلیف کچھ ایسی نہیں سایہ ہے ہوا ہے
کچھ گرمی عاشور کا بھی حال سنا ہے
پانی ہے خنک مژدہ کش باد صبا ہے
سر پیٹنے کا وقت ہے فریاد کی جا ہے
گزری ہے بیاباں میں وہ گرمی شہ دیں پر
بھن جاتا تھا دانہ بھی جو گرتا تھا زمیں پر

۲۴
وہ گرم ہوا آہ وہ آندھی وہ بگولے
دو گام چلے گر تو ہرن چوکڑی بھولے
اٹھے جو ترائی سے تو دم شیر کا پھولے
کیا تاب ہے اس کی جو کوئی سنگ کو چھولے
خاک اڑ کے جمی جاتی تھی زلفوں پہ قبا پر
اس دھوپ میں سایہ بھی نہ تھا نور خدا پر

۲۵
حدت تو یہ خورشید کی اور پیاس کا وہ حال
سایہ نہ علم کا تھا نہ عباسؑ خوش اقبال
لب خشک تھے سونلا گیا تھا فاطمہؑ کا لال
گہ رخ پہ سپر روکتے تھے اور کبھی رومال
تھی دھوپ کڑی فاطمہؑ کے رشک چمن پر
تھی گرم زرہ جلتے تھے ہتھیار بدن پر

۲۶
زلفیں وہ جنھیں سونگھتی تھی فاطمہؑ ہر شب
کہتے تھے جنھیں فاطمہؑ کا رشتۂ جاں سب
غیرت دہ مشک ختن و عنبر اشہب
کیوں دل نہ پریشاں ہو وہ مٹی میں اٹیں سب
آہوں کا دھواں کیوں نہ اٹھے کون و مکاں سے
فریاد کہ باندھا انھیں خولی نے سناں سے

۲۷
وہ چاند سی پیشانی نورانی شبیرؑ
سجدے کریں محراب حرم کی ہے یہ توقیر
اندھیر ہے اس پر بن اشعث کا لگا تیر
ان ابروؤں پہ ہائے چلی ظلم کی شمشیر
آہو کو ستاتے نہیں در بند حرم میں
آنکھیں وہ جو روتی تھیں نونہالوں کے غم میں

۲۸
وہ ریش جو ہالہ تھی تو چہرہ مہ انور
وہ پھول سے رخسار، وہ لعل لب اطہر
فاقوں سے یہ تھا زرد، وہ تھی آنسوؤں سے تر
اُس کے لیے تلواریں تھیں، اس کے لیے پتھر
دنداں دہن پاک میں سب رشک گہر تھے
گذرے تھے کئی روز کہ دنداں بجگر تھے

۲۹
وہ حلق جسے چومتے تھے احمدؐ مختار
وہ دوش جو امت کا اٹھائے ہوئے تھا بار
تیر اس کے لیے ہوتے تھے واں خنجر خونخوار
لگتا تھا تبر اُس پر کبھی اور کبھی تلوار
لڑنے کی نہ طاقت تھی شہ تشنہ گلو میں
ڈوبی ہوئی تھیں مچھلیاں بازو کی لہو میں

۳۰
وہ شمع سر طور سی پُر نور کلائی
منہ دیکھ لو صاف ایسی ہتھیلی میں صفائی
اُس پر خطِ شمشیر دہائی ہے دہائی
ہے سب یہ کھلی انگلیوں کی عقدہ کشائی
نسبت نہیں ناخن سے کبھی بدر کی ضو کو
ہفتہ میں دکھائے تو کوئی دس مہ نو کو

۳۱
وہ سینۂ روشن کہ جو تھا مطلع انوار
قرآن کو رکھ لیتے ہیں سر پر جو ہیں دیندار
گنجینۂ علم احدی مخزن اسرار
کیا قہر ہے واں پاؤں دھرے شمر ستمگار
سینے پہ نہ تھا اس کا قدم حشر بپا تھا
ہو جائے جو دنیا تہ و بالا تو بجا تھا

۳۲
عباسؑ سے بھائی کا جو تھا صدمہ جانکاہ
اس ضعف میں لغزش سے نہ وہ پاؤں تھے آگاہ
کھٹکے تھا جگر ٹوٹ گئی تھی کمر شاہ
پایا تھا ثبات قدم پاک یداللہؑ
سب خاک پہ ٹکڑے تو کلیجے کے پڑے تھے
لاکھوں سے لڑائی تھی پہ ثابت کھڑے تھے

۳۳
منہ گھر کے سوئے چرخ یہ فرماتے تھے ہر بار
گھر سے نہ علاقہ ہے نہ بچوں سے سروکار
عالم مری نیت سے ہے تو اے مرے مختار
ہر حال میں ہوں تجھ سے اعانت کا طلبگار
گو شاہ زمن ہوں پہ ترے در کا گدا ہوں
محتاج ہوں بیکس ہوں غریب الغربا ہوں

۳۴
کس کس ترے احساں کا کروں شکر زباں سے
واقف نہیں کوئی ترے اسرار نہاں سے
ہے ناطقہ عاجز کہ زیادہ ہے بیاں سے
دشوار ہے عالم کی صفت ہیچمداں سے
اب پیاس آج کے دن کی مجھے مرغوب ہے مولا
جو تیری مشیت ہے وہی خوب ہے مولا

۳۵
ہر دم ہے ترا لطف مرے حال کے شامل
بخشا وہ مکاں رہنے کو اے خالق عادل
پیدا کیا واں وحی جہاں ہوتی تھی نازل
بے اذن ملک جس میں نہ ہو سکتے تھے داخل
یہ لطف و عنایت ہے تری کون سے گھر پر
جبریلؑ و اسرافیلؑ کھڑے رہتے تھے در پر

۳۶
نانا تو دیا اشرف ذریت آدم
ماں سیدۂ کون و مکاں ثانی مریم
بابا شہ مرداں سا دیا فخر دو عالم
بھائی وہ کہ تو جس کی بزرگی سے ہے محرم
دنیا میں کسی اور کا رتبہ ہے کسا ایسا
نانا ایسا گھر ایسا نسب ایسا حسب ایسا

۳۷
ماں طاہرہ جد طیب و پاکیزہ پدر پاک
گلشن کی زمیں پاک شجر پاک ثمر پاک
رحمت سے تری کیوں نہ ہو ایسوں کا پسر پاک
گھر پاک جگہ پاک صدف پاک گہر پاک
پھولے وہ شجر جس کو ثمردار کرے تو
جس قطرے کو چاہے دُرِ شہوار کرے تو

۳۸
بچپن میں محمدؐ نے زبان اپنی جو سائی
قربان رہی احمد مختار کی جائی
اب تک کسی نعمت میں وہ لذت نہیں پائی
جب دودھ پیا نعمت فردوس بھی کھائی
افلاک سے دن میں کئی بار آتے تھے جبریلؑ
ڈوری مرے جھولے کی ہلا جاتے تھے جبریلؑ

۳۹
دم بھر کبھی تنہا نہ رہا آٹھ پہر میں
ماں ساتھ مرے ہوتی تھیں پھرتا تھا جو گھر میں
گردش نہیں پرتے تھے آغوش پدر میں
پُتلی کی طرح رکھتے تھے سب مجھکو نظر میں
اس رتبۂ اعلیٰ کا سزاوار میں کب تھا
مولا یہ تری چشم عنایت کا سبب تھا

۴۰
تھا عید کو عریاں کہ عنایت ہوئی پوشاک
مرکب جو نہ تھا اونٹ بنے سید لولاکؐ
عمامہ و پیراہن و پاجامہ و در پاک
بالا رہا سب سے مرا رتبہ تہ افلاک
یہ تخت سلیمانؑ کو نہ یہ تاج ملا تھا
بچپن میں مجھے رتبۂ معراج ملا تھا

۴۱
رجعت ہوئی خورشید فلک کو پئے حیدرؑ
روزہ جو رکھا میں نے تو اے خالق اکبر
یعنی نہ قضا ہوئے نماز شہ صفدر
دن تھا یہ ہوئی رات چھپا مہر منور
منظور تھی خود ہی میں بندگی مرے سن کی
دن ہو گیا واں شب کا تو یاں شب ہوئی دن کی

۴۲
کیا عمر تھی جب سر سے اُٹھا باپ کا سایا
تھا تو جو نگہباں تو نہ اعدا نے ستایا
دو بھائی تھے دو بہنیں تھیں اور دیس پرایا
ماں باپ کا مرنا تری شفقت نے بھلایا
رحمت سے تری خلق کے مختار ہوئے ہم
دیکھی جو یتیمی دُرِ شہوار ہوئے ہم

۴۳
دولت مجھے دی گوہر عزت مجھے بخشا
مسند مجھے دی تخت امامت مجھے بخشا
بابا کی طرح اوج شرافت مجھے بخشا
ان سب کے سوا تاج خلافت مجھے بخشا
اختر کو قمر قطرے کو گوہر کیا تو نے
ذرہ تھا سو خورشید منور کیا تو نے

۴۴
انصار دیے وہ جو پیمبرؐ نے نہ پائے
احباب وہ یک رنگ جو شبیرؑ نے نہ پائے
اصحاب وہ بخشے کہ جو حیدرؑ نے نہ پائے
لوگ ایسے کسی صاحب لشکر نے نہ پائے
تیروں سے نہ تلواروں سے منہ پھیرتا تھا اُن کا
خادم کے پسینے پہ لہو گرتا تھا اُن کا

۴۵
فرزند وہ امداد کیا حور شمائل
خورشید زمیں برج شرف کا مہ کامل
تھی جس کی زیارت کے سبب روشنی دل
یہ بھی تری امداد تھی اے خالق عادل
دولت یہ نہ ملتی جو خداوند نہ دیتا
کیا کرتا اگر تو مجھے فرزند نہ دیتا

۴۶
اکثر ترے بندے ہیں کہ جن کے نہیں اولاد
کتنے ہیں کہ غمگیں ہیں کبھی اور کبھی شاد
نے فاتحہ خواں کوئی نہ فرزند نہ احفاد
بچے ہوئے اور مر گئے اور گھر ہوا برباد
مرتے ہوئے دیکھا ہے برابر کے پسر کو
اس داغ کی قدر آج ہوئی میرے جگر کو

۴۷
سو مرتے جو فرزند تو بے صبر نہ ہوتا
دامن کو ترے خوف میں اشکوں سے بھگوتا
خادم کبھی اس اجر کو ہاتھوں سے نہ کھوتا
اکبر کو میں فرزند سمجھ کر نہیں روتا
یوں تو وہ کلیجہ تھا مرا اور مرا جی تھا
میں اس لئے روتا ہوں کہ ہم شکل نبی تھا

۴۸
بچھڑا تھا کبھی مجھ سے نہ وہ گیسوؤں والا
جب چاند سی چھاتی پہ لگا ظلم کا بھالا
پیری کا عصا تھا وہی اور گھر کا اجالا
تھا سینے میں خادم کا کلیجہ تہ و بالا
اشک آنکھوں سے تھمتے نہیں تفتیدہ جگر ہوں
تو رحم کر اے خالق اکبر کہ بشر ہوں

۴۹
دریا پہ جو عباسؑ نے جان اپنی گنوائی
باعث تھا یہ لاشے پہ جو رقت بہت آئی
خادم کی کمر ٹوٹ گئی مر گیا بھائی
مولا مجھے یاد آگئی بابا کی جدائی
صدمے سے نہ پھر ضبط کا یارا ہوا مجھکو
پھر داغ ید اللہؑ دوبارا ہوا مجھکو

۵۰
تنہا ہوں بس اب کوئی نہیں مونس و ہمدم
اب رنج نہ گھر کا ہے نہ اولاد کا ماتم
موجود ہے تو سر پہ کچھ اس کا بھی نہیں غم
بہتر ہے گزر جائے تری یاد میں جو دم
وابستۂ تسبیح رکھوں رشتۂ جاں کو
جب تک ہے دہن میں حرکت خشک زباں کو

۵۱
گر روح کو راحت نہیں اور قلب کو آرام
کم ہے ترے سجدے میں رہوں گر سحر و شام
ہے تقویت جان و دل و روح ترا نام
قاصر ہے زباں شکر میں اے خالق علام
آنکھیں تری جانب ہیں دل تیری طرف ہے
گر تو اسے مقبول کرے عین شرف ہے

۵۲
نے پیاس کا شکوہ ہے نہ فاقہ کی شکایت
وہ بھی ترا انعام تھا یہ بھی ہے عنایت
ہر طرح سے ہے راضی پسر شاہ ولایت
الطاف کا پایاں ہے نہ بخشش کی نہایت
وہ کون سی دولت ہے جو موجود نہیں ہے
ہاں ایک شہادت ہے سو وہ بھی قریں ہے

۵۳
ہر چند کہ ہے سخت بہت ذبح کی منزل
زانو جو رکھے سینۂ مجروح پہ قاتل
تو چاہے تو ہو جائے گی آسان یہ مشکل
وہ صبر عطا کیجو کہ تڑپے نہ مرا دل
سجدہ تہ شمشیر یہ ناشاد نہ بھولے
سب محو ہوں دل سے یہ تری یاد نہ بھولے

۵۴
حضرت تو یہ کرتے تھے سخن سرور رضا کے
چلاتا تھا یوں شمر کمانداروں میں آکے
بند ہوتے تھے ادھر رن میں پرے اہل جفا کے
تاکے رہو سینہ کو امام دوسرا کے
یاں تک خلف شاہ نجف آنے نہ پائے
یہ شیر ترائی کی طرف آنے نہ پائے

۵۵
برچھے لئے ہاتھوں میں سواران جفا کار
آلودۂ خوں برچھیاں تولے ہوئے خونخوار
بڑھ بڑھ کے صف جنگ میں چمکاتے تھے اُبھار
تھی ڈھال پہ ڈھال اور تھی تلوار پہ تلوار
لشکر کے جواں گرز گراں تولے ہوئے تھے
ہر صف میں علمدار نشاں کھولے ہوئے تھے

۵۶
وہ غل عربی باجوں کا وہ بوق کے نالے
رستم کی نہ طاقت تھی جو واں دل کو سنبھالے
وہ شور وہ ہل سر پہ جو گردوں کو اٹھا لے
دب جائے اگر دیو بھی آواز نکالے
پیدا تھی جگر جل سے اک افسوس کی آواز
جاتی تھی کئی کوس تلک کوس کی آواز

۵۷
رو رو کے یہ پُر درد صدا دیتی تھی تنہا
فانی ہے زمیں اس پہ ہمیشہ نہیں رہنا
اچھا نہیں سید کا لہو خاک پہ بہنا
در پے نہ ہو مظلوم کے مانو مرا کہنا
دو روز کے پیاسے شہِ مظلوم کھڑے ہیں
اس غم سے کلیجے میں مرے چھید پڑے ہیں

۵۸
چلے سے جو بدکیش ملانے لگے سوفار
فرمایا قسم ہے تمہیں اے قوم ستمگار
خود پھیر کے گھوڑے کو بڑھے سید ابرار
کس شخص کا دلبند ہوں میں بیکس و ناچار
انصاف سے کہدو کہ طلب گار ہوں جس کا
جد کس کا ہے تم سب کلمہ پڑھتے ہو کس کا

۵۹
ہے کون گلِ سرسبد گلشن اسلام
آتی تھی کسے وحی الٰہی سحر و شام
آباد کنِ کعبۂ حق کاسرِ اصنام
جو نام خدا سے ہے بہم کس کا ہے وہ نام
جبریل امیں ہمدم و ہمراز ہے کس کا
قرآں جسے کہتے ہو وہ اعجاز ہے کس کا

۶۰
برپا علم نظم و نسق کر دیا کس نے
ہنگام رخ کفار کو فق کر دیا کس نے
اصنام کو سوئے کعبۂ حق کر دیا کس نے
ہاں بدر کو انگشت سے شق کر دیا کس نے
لب ہل گئے جب نخل دعا میں ثمر آیا
انگشت شہادت کو اٹھا کر شجر آیا

۶۱
بخشا کسے اللہ نے معراج کا پایا
ہوتا نہ تھا اس خاک پر کس شخص کا سایا
سو مُردوں کو عیسیٰؑ کی طرح کس نے جلایا
جد کس کا ہے وہ سورۂ کوثر جسے آیا
کس رُخ کو تجلی صفت بدر عطا کی
دنیا میں کسے حق نے شب قدر عطا کی

۶۲
سب بولے کہ اس بات سے واقف ہے زمانا
روشن ہے شب ماہ سے معراج کا جانا
لاریب ہیں محبوب خدا آپ کے نانا
کافر ہے وہ اس بات کو جس نے نہیں مانا
وہ قبلۂ دیں باعث ایجاد فلک ہے
آپ ان کے نواسے ہیں کچھ اس میں نہیں شک ہے

۶۳
شبیر نے فرمایا کہ وہ کس کی ہے مادر
دنیا کا شرف زینت دیں عرش کا زیور
قرآں میں جسے حق نے کہا طاہر و اطہر
خاتون جہاں نور خدا بنت پیمبرؐ
بھیجی ہے انھیں چادر تطہیر خدا نے
امت کے گنہ ڈھانپ دیے جن کی ردا نے

۶۴
کہنے لگے بے شرم کہ اے خاصۂ قیوم
سب جانتے ہیں ساکن شام و عرب و روم
وہ آپ کی مادر ہیں یہ کس کو نہیں معلوم
وہ سیدۂ معصوم ہے اور آپ بھی معصوم
زہرا کا پدر فخر رسولان سلف ہے
حوّا کا نہ تھا نہ یہ مریم کا شرف ہے

۶۵
اس حجت باری نے یہ فرمایا پھر اک بار
کس کا ہے لقب شیر خدا حیدر کرار
من بعد نبی کون ہے کونین کا سردار
اللہ نے بھیجی ہے کسے عرش سے تلوار
ہر جنگ میں کفار پہ در کون رہا ہے
محبوب الٰہی کی سپر کون رہا ہے

۶۶
آباد ہوئی کس کی رعایت سے رعایا
کس کے لیے اکملت لکم دینکم آیا
کس شاہ نے دینداروں کی بستی کو بسایا
اتممت علیکم کا صلا ہے کسے پایا
یکتائے جہاں کون ہے جرأت میں سخا میں
دو حصے ہیں قرآن خدا کس کی ثنا میں

۶۷
وہ کون ہے اللہ و نبی کو جو ہے پیارا
ہے انفسنا انفسکم کس سے اشارا
جو عرش کی زینت ہے وہ ہے کون سا تارا
اللہ نے کس گھر میں ستارے کو اتارا
اعلیٰ کسے فرمایا علیٰ کس کو کہا ہے
اللہ نے قرآں میں ولی کس کو کہا ہے

۶۸
طاعت سے جو افضل ہے اطاعت ہے وہ کس کی
پہونچا دے جو کوثر پہ رفاقت ہے وہ کس کی
پوچھے گا خدا جس کو محبت ہے وہ کس کی
جو اجر رسالت ہے مودت ہے وہ کس کی
انصاف کا اس وقت طلب گار ہوں تم سے
ہے کون مراد آیۂ لا اسئلکم سے

۶۹
جو والیِ کونین ہے وہ کون ولی ہے
وہ کون ہے جو شاہ امام ازلی ہے
قرآں میں کس کے لئے وہ نص جلی ہے
سب نے کہا برحق وہ علیؑ ہے وہ علیؑ ہے
برعکس ہیں جو لوگ وہی باغی تر ہیں
سب پہ ہے یہ آئینہ کہ آپ اُن کے پسر ہیں

۷۰
گردوں کی طرف دیکھ کے بولے شہ بیکس
یارب سنے ان سے کوئی حجت نہیں بس
کافی ہے شہادت کو تری ذات مقدس
کرتے ہیں ستم دیدہ و دانستہ یہ ناکس
دکھ کون سا اور کون سی ایذا نہیں دیتے
مہماں ہوں اور پانی کا قطرا نہیں دیتے

۷۱
جاہل نہیں سب ہیں مرے رتبے کے شناسا
اس نہر سے پانی نہیں دیتے ہیں ذرا سا
خود اس کے مقر ہیں کہ نبی کا ہوں نواسا
شاہد تجھے کرتا ہوں کہ دو دن سے ہوں پیاسا
ٹکڑے ہو بدن یا تہِ شمشیر گلا ہو
اس سب کے عوض حشر میں شیعوں کا بھلا ہو

۷۲
سن کر یہ سخن رونے لگے فوج کے بے پیر
بولا پسر سعد کہ یا حضرت شبیر
مظلوم کی فریاد نے کی سنگ میں تاثیر
تنہا ہوئے اب کیوں نہ کرو عجز کی تقریر
میداں سے ہٹاتے نہیں اس فوج گراں کو
ایسا ہی مرا رعب کہ لکنت ہے زباں کو

۷۳
اس عجز کو مانے گا نہ یہ لشکر سفاک
سو مل گئے ہیں خاک میں ایسے گہر پاک
پھر کیا کریں گر ہو پسر سید لولاک
حاکم ہیں کہ ہے دور ہمارا نہ افلاک
ڈرتے نہیں گر شکوہ بیداد کرو گے
کیا ہوگا جو اللہ سے فریاد کرو گے

۷۴
عباسؑ سے کہدو کہ مدد کرنے کو آئیں
قاسمؑ ہیں کدھر خون کے دریا جو بہائیں
جعفرؑ کے پسر جو ہیں سر شمشیر دکھائیں
اکبرؑ سے کہو جنگ کرو برچھیاں کھائیں
اب آپ کی جرأت کا بھی وہ طور نہیں ہے
شاید کوئی زینبؑ کا پسر اور نہیں ہے

۷۵
بیدرد نے چھڑکا جو نمک زخم جگر پر
سرخی سی نظر آنے لگی دیدۂ تر پر
طاری ہوا غصہ شہ مرداں کے پسر پر
کی تیز نظر قبضۂ شمشیر دو سر پر
شہ کی نظر غیظ نہ تھی قہر خدا تھا
شمشیر ید اللہ جدا میان جدا تھا

۷۶
خود تیغ علیؑ شاہ کے اعجاز سے نکلی
کس شان و تجمل سے کس انداز سے نکلی
فریاد دل فوج دغاباز سے نکلی
پریوں کے بھی ہوش اڑ گئے اس ناز سے نکلی
فانوس سے خود شمع تجلی نکل آئی
محمل سے تڑپتی ہوئی لیلی نکل آئی

۷۷
تھیں تیغ کی دونوں جو زبانیں تر و رخشاں
غل چار طرف تھا کہ زہے قدرت یزداں
موسیٰؑ کا عصا کہتا تھا کوئی کوئی ثعباں
ہیں ایک جگہ دو مہ نو دست و گریباں
شہباز اجل بازوؤں کو تولے ہوئے ہے
پر اوج سعادت کا ہما کھولے ہوئے ہے

۷۸
نعرہ کیا ہاں اے پسر سعد جفا کار
ہر چند کہ ہے عجز ہی بندے کو سزاوار
لے دیکھ تو ان کانپتے ہاتھوں کا کوئی وار
مجبور نہیں لخت دل احمدؐ مختار
شاید مرا رتبہ تجھے معلوم نہیں ہے
وہ کونسی شے ہے کہ جو محکوم نہیں ہے

۷۹
حاکم ہوں میں سب خلق خدا ہے مرے تابع
مختار قدر ہوں میں قضا ہے مرے تابع
ہیں باب اجابت ہوں دعا ہے مرے تابع
آتش مری محکوم ہوا ہے مرے تابع
قبضہ ہے مرا خاک کے ہر گنج نہاں پر
جاری ہے مرا حکم رواں آب رواں پر

۸۰
آتش کو جو دوں حکم ابھی سب کو جلا دے
پانی کا یہ طوفاں ہو کہ عالم کو ڈبا دے
ہستی کے چراغوں کو ہوا دم میں بجھا دے
ہل ہل کے زمیں خاک زمانے کی ہلا دے
ہستی ہو نہ پستی نہ مکیں ہوں نہ مکاں ہوں
آثار اذا زلزلت الارض عیاں ہوں

۸۱
نے رنج سے کچھ بیم نہ دہشت ہے بلا سے
خائف ہوں نہ جن سے نہ بشر سے نہ قضا سے
مضطر ہوں نہ دکھ سے نہ ستم سے نہ جفا سے
ہاں ایک جو ڈرتا ہوں تو ڈرتا ہوں خدا سے
کیا غم ہے اگر لاکھ سواروں کے پرے ہیں
روباہ کے لشکر سے کہیں شیر ڈرے ہیں

۸۲
تو کیا ہے ترا رعب ہے کیا او سگ ناپاک
میں بیشۂ حیدرؑ کا ہوں اک شیر غضبناک
اُف کردوں تو جل کر ترا لشکر ہو یہ سب خاک
مشتاق اجل ہوں نہ مجھے مرنے سے نہیں باک
باتوں میں کروں بند فصیحان جہاں کو
یہ پیاس سے لکنت ہے مری خشک زباں کو

۸۳
نازاں نہو ای بانی ظلم و ستم و جور
مٹ جاتا ہے اک گردش افلاک میں یہ دور
تو آج جو حاکم ہے تو کل ہوگا کوئی اور
کیا ہوگئی کر دولت قاروں پہ ذرا غور
نمرود نہیں حشمت ضحاک نہیں ہے
ڈھونڈھو جو خزانے میں تو اب خاک نہیں ہے

۸۴
قیصر کا وہ افسر ہے نہ وہ تاج کیاں ہے
نے قصر خورنق کا کہیں ہے نہ مکاں ہے
آئینہ پئے روئے سکندر نگراں ہے
چینی کی صدا یہ ہے کہ فغفور کہاں ہے
ٹھکرا کے جو چلتا ہے ہر اک راہگذر میں
سو بال شکستوں سے ہیں واں کاسۂ سر میں

۸۵
جام سر جمشید نہ خاک ہے وا اثر دل
کاؤس کی دولت ہے نہ گنجینۂ قارون
نے تاج قباد آج ہے نے تخت فریدوں
دارا ہے نہ پرویز نہ خسرو ہے نہ گلگوں
دانا تھے پہ کس طرح پھنسے دام اجل میں
گھر وحشیوں کے بن گئے کسریٰ کے محل میں

۸۶
مشہور ہے فرعونیوں کے غرق کا احوال
شداد کو کس طرح کیا مال نے پامال
وہ باغ کہ زر جس پہ کیا صرف مہ و سال
دیکھا بھی نہ اس کو کہ اجل آگئی دنبال
لوٹا ہے وہ گلشن کہ نہ پھل پائے گا ظالم
اب تو بھی جہنم میں یونہیں جائے گا ظالم

۸۷
کیا غم نہ مجھے عباسؑ علمدار نہیں گر
چاہوں تو مدد کرنے کو آئیں ابھی حیدرؑ
بہتر ہوا اس راہ میں گر مر گئے اکبرؑ
خود سینہ سپر ہونے کو حاضر ہیں پیمبرؐ
جعفرؑ بھی شریک الم و یاس ہیں میرے
تو دور نہ جان انکو یہ سب پاس ہیں میرے

۸۸
پہچان تو میں کون ہوں او جاہل مطلق
انگلی سے قمر کو مرے نانا نے کیا شق
نفرین کروں گر تو اُڑے خلق سے رونق
طبقے سے زمیں کی برکت سلب کرے حق
فریاد جو میرے دل صد چاک سے نکلے
تا حشر نہ دانہ کبھی اس خاک سے نکلے

۸۹
فرما کے یہ جلوہ دیا تیغ دو زباں کو
غیرت ہوئی بجلی کے چمکنے سے جہاں کو
ہر نیزے نے او نچا کیا انگشت اماں کو
خود چھوڑ دیا سہم کے تیروں نے کماں کو
چڑھ سکتا ہے دنیا میں کوئی شیروں کے منہ پر
تیزی نہ رہی خوف سے شمشیروں کے منہ پر

۹۰
اس شان سے لشکر پہ امام امم آئے
جیسے صف آہو پہ ہزبر اجم آئے
اتنا تو پکارے کہ خبردار ہم آئے
اک دم میں ستمگر تہ تیغ دو دم آئے
بل بندھ گئے لاشوں کے نہ اک پل ہوئی آخر
ثابت نہ ہوا کب صف اول ہوئی آخر

۹۱
جب تیغ علیؑ قبلۂ عالم نے علم کی
اللہ ری تڑپ اس سیف شہنشاہ امم کی
اک برق سی میدان بلاخیز میں چمکی
اعدا کو نظر آنے لگی راہ عدم کی
گلرنگ لہو سے جوہر اک جسم شقی تھا
تھی دوپہر اور دامن صحرا شفقی تھا

۹۲
شمشیر ید اللہ نے نئی چال دکھائی
ہر بار چمک برق کی تمثال دکھائی
سرداروں کی صف فوج کو پامال دکھائی
سب خون سے مقتل کی زمیں لال دکھائی
جل جل کے بدن ناریوں کے سرد ہوئے تھے
ڈر ڈر کے سیہ کاروں کے منہ زرد ہوئے تھے

۹۳
کٹ کٹ کے صفیں خاک پہ بے جاں نظر آئیں
بے چلہ کمانیں سر میداں نظر آئیں
جو برچھیاں یاں جمع تھیں وہ واں نظر آئیں
ساری سپریں خون سے افشاں نظر آئیں
چلاتے تھے وہ ہوش نہ تھا خوف سے جن کو
فریاد کہ تب خون گرا فوج پہ دن کو

۹۴
خالی نہ کوئی وار گیا تیغ دو سر کا
سینہ جو بچا اس سے کسی بانی شر کا
ہاتھ اڑ گئے گر پاؤں بچا کر کوئی سر کا
تھی عقدہ کشا کھول دیا بند کمر کا
تیغ اس نے سپر اس نے زرہ اس نے نہ چھوڑی
دس انگلیوں میں ایک گرہ اس نے نہ چھوڑی

۹۵
رہ رہ کے چمکتی تھی جو شمشیر قضا دم
فوجیں تھیں بنی جان کی سب درہم و برہم
غل ہوتا تھا پریوں میں کہ یا حافظ عالم
مضطر تھا فلک کانپتا تھا عرش معظم
جب برق چمکتی تھی سرک جاتے تھے جبریلؑ
یا شیر خدا کہکے جھجک جاتے تھے جبریلؑ

۹۶
ناگاہ محمدؐ کی صدا آئی کہ شبیرؑ
یہ سنتے ہی بس تھم گیا وہ تابع تقدیر
اب عصر کا ہے وقت کرو میان میں شمشیر
تلوار کا تھمنا تھا کہ چھاتی پہ لگا تیر
تھا دھیان غلاموں کا جو اس خاصۂ حق کو
بس روکا خود الٹے ہوئے دنیا کے ورق کو

۹۷
حضرت پہ جھکے اہل ستم چار طرف سے
پڑنے لگیں شمشیریں دو دم چار طرف سے
نیزے ہوئے بیکس پہ علم چار طرف سے
بس گھر گیا اک کشتۂ غم چار طرف سے
تر خون میں سر تا بقدم ہو گئے شبیرؑ
برچھی جو لگی پشت پہ خم ہو گئے شبیرؑ

۹۸
جھکنا تھا کہ تیغوں کے برابر سے چلے وار
جب گرنے لگا خاک پہ وہ بیکس و ناچار
قدموں سے رکابیں بھی جدا ہو گئیں اک بار
زہراؑ کی صدا آئی کہ یا حیدر کرارؑ
گھیرا ہے لعینوں نے اکیلا اسے پا کر
گرتا ہے مرا لال مدد کیجیے آ کر

۹۹
گھوڑے نے جو دیکھا کہ سنبھلتے نہیں سرورؑ
زخموں سے جو تھا چور تن سبط پیمبرؐ
بس بیٹھ گیا ٹیک کے گھٹنوں کو زمیں پر
غش ہو گئے رہوار سے ریتی پہ اتر کر
افراط جراحت سے بدن رشک چمن تھا
سب فوج کے حربے تھے اور اک شاہ کا تن تھا

۱۰۰
دس سو تکنا ندار تھے اک سینۂ شبیرؑ
یا شاہ نجف کہتے تھے جب پڑتی تھی شمشیر
برچھی کا جہاں زخم تھا لگتا تھا وہیں تیر
چلاتی تھی دروازے سے یہ زینبؑ دلگیر
تم کھاتے ہو تلواریں موئی جاتی ہوں بھائی
اب سینہ سپر ہونے کو میں آتی ہوں بھائی

۱۰۱
اس وقت بھی شہ ہاتھ سے کرتے تھے اشارا
رتبہ ہے فزوں مریمؑ و حواؑ سے تمہارا
ہٹ جاؤ بہن گھر سے نکلیو نہ خدارا
دم تن میں ہے جب تک نہیں یہ مجکو گوارا
للہ نہ اس دم تن صد پاش پہ آنا
سر تن سے اترے تو مری لاش پہ آنا

۱۰۲
تھی رانڈوں میں ڈیوڑھی پہ عجب گریہ و زاری
کہتی تھی سکینہؑ کی پھوپھی جان میں واری
سر کھولے ہوئے روتی تھیں واں بیبیاں ساری
مجکو تو دکھا دو مرے بابا کی سواری
ہاں چھوڑ کے ہم سب کو چلے جائیں گے بابا
کیوں روتی ہو کیا گھر میں نہ اب آئیں گے بابا

۱۰۳
ڈیوڑھی سے ہٹو تن سے نکلتا ہے مرا دم
کہتی تھی اسے تھامے ہوئے زینبؑ پرغم
میں جاؤں وہاں رن میں جہاں ہیں شہ عالم
اصغرؑ کی طرح تیر نہ ماریں تمہیں ظالم
واں چلتی ہے تلوار کہاں جاؤ گی بی بی
بابا کو بس اب حشر کے دن پاؤ گی بی بی

۱۰۴
ناموس نبیؐ میں تو قیامت یہ تھی برپا
راوی نے یہ لکھا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کیا
سر کھولے ہوئے پیٹتی تھی دختر زہراؑ
روتا ہوا اک طفل حسیں خیمے سے نکلا
آنکھیں کہیں آہو کی بھی آنکھوں سے بڑی تھیں
منہ چاند سا تھا ہنسلیاں گردن میں پڑی تھیں

۱۰۵
چہرے پہ بھلی لگتی تھی کیا زلف مسلسل
تھا طوق گلو رشک ہلال شب اول
ظاہر تھا کہ گھیرے ہوئے ہے چاند کو بادل
ہاتھوں میں کڑے کان میں در سینے پہ ہیکل
کرتے کا عجب رنگ تھا اس گل سے بدن پر
معلوم یہ ہوتا تھا کہ شبنم ہے چمن پر

۱۰۶
ماں ڈیوڑھی کے پردے کو اٹھا کر یہ پکاری
پھر آؤ کہ بیتاب ہوں میں درد کی ماری
میں بھی نکل آتی ہوں کہاں جاتے ہو واری
بیوہ ہوں کرو رحم غریبی پہ ہماری
کہنا مرا مانو نہ ارادہ کرو رن کا
میں واسطہ دیتی ہوں تمہیں روح حسنؑ کا

۱۰۷
وہ کہتا تھا ماں ہمیں قسمیں نہ دلاؤ
قاسمؑ کی طرح داغ ہمارا بھی اٹھاؤ
ہم گھر میں نہ اب آئیں گے تم خیمے میں جاؤ
ماں کہتی تھی اک بات تو سن لو ادھر آؤ
لاکھوں میں کہاں جاتے ہو اس آن اکیلے
وہ کہتا تھا ہیں میرے چچا جان اکیلے

۱۰۸
میداں میں چچا قتل ہوں ہم خیمے میں آئیں
ہم سایہ میں ہوں دھوپ میں وہ برچھیاں کھائیں
جیتے رہیں بعد ان کے تو منہ کس کو دکھائیں
تیغوں میں نہ عمو کی سپر ہونے کو جائیں
بس صبر کرو قید ہوں کیا خیمے میں آکے
فردوس میں اب جاویں گے ہمراہ چچا کے

۱۰۹
چلاتی تھی رو رو کے یہ بیوہ جگر افگار
کس طرح لڑو گے نہ سپر پاس نہ تلوار
صدقے میں اس ارادے کے ترے اے مرے دلدار
پھر آترا سن جنگ کے قابل نہیں زنہار
وہ کہتا تھا قربان شہنشاہ امم ہیں
کیا ہم علی اصغرؑ سے بھی کچھ عمر میں کم ہیں

۱۱۰
دروازے پہ خیمے کے تڑپتی رہی مادر
بند آنکھیں تھیں اور جھومتے تھے سبط پیمبرؐ
جنگاہ میں جا پہنچا وہ سخت دل شبّرؑ
لپٹا پسر فاطمہ زہراؑ سے وہ دلبر
کہتا تھا کہ سب خوں سے بدن لال ہوا ہے
اے میرے چچا جان یہ کیا حال ہوا ہے

۱۱۱
میں تھامے ہوں یا شاہ ذرا غش سے سنبھلیے
زخموں کا لہو چہرۂ انور پہ نہ ملیے
کیوں آپ جھکے جاتے ہیں زانو کو بدلیے
سر ننگے نکلتی ہیں پھوپھی خیمے میں چلیے
سب روتے ہیں اس وقت نہیں ہوش کسی کو
پیٹتی ہیں یہ سینہ کہ غش آیا ہے چچی کو

۱۱۲
فرمانے لگے کھول کے آنکھیں شہ ذی جاہ
ان تیغوں سے اے لال بچائے تمہیں اللہ
کیوں گھر سے نکل آئے یہ کیا تم نے کیا واہ
لو خیمے میں اب جاؤ کہ مجمع ہے سر راہ
کٹتا ہے گلا تیغ ستم سے کوئی دم میں
گھر میں تمہیں لے چلنے کی طاقت نہیں ہم میں

۱۱۳
یہ کہتے تھے حضرت کہ بڑھا ایک جفا کار
ہاتھ اُس نے سر شہ پہ سپر کر دیے یکبار
چاہا کہ قریب آن کے حضرت پہ کرے وار
بچے کے کہاں ہاتھ کہاں ظلم کی تلوار
ریتی پہ وہ ننھے سے گرے ہاتھ جو کٹ کر
غش ہو گیا شبیرؑ کی گردن سے لپٹ کر

۱۱۴
گودی میں اٹھا لے کے پکارے شہ دلگیر
گودی میں تڑپتا تھا کہ گردن میں لگا تیر
صدقے ترے ان دونوں کٹے ہاتھوں کے شبیرؑ
چلایا کہ قربان علی اصغرؑ بے شیر
لپٹا جو تڑپ کر وہ شہ تشنہ گلو سے
تر ہو گئیں سب ہنسلیاں گردن کے لہو سے

۱۱۵
منہ زرد ہوا جان نکلنے لگی تن سے
جس وقت سفر کر گیا ہستی کے چمن سے
خوں ہچکیوں کے ساتھ اُگلتا تھا دہن سے
رونے کی صدا آنے لگی قبر حسنؑ سے
فردوس سے زہراؑ بصد افغاں نکل آئی
خیمے سے ادھر خاک بسر ماں نکل آئی

۱۱۶
بیٹھے تھے سوئے قبلہ دو زانو شہ بے پر
تھے ذکر خدا میں کہ لگا تیر دہن پر
جھکتے تھے کبھی غش میں اٹھاتے تھے کبھی سر
یاقوت بنے ڈوب کے خوں میں لب اطہر
یہ آیا لہو تا بہ زنخدان مبارک
ٹھنڈے ہوئے وہ گوہر دندان مبارک

۱۱۷
نیزے کا بن وہب نے پہلو پہ کیا وار
ناوک بن کاہل کا کلیجے کے ہوا پار
کاندھے پہ چلی ساتھ زرارہ کی بھی تلوار
بازو میں در آیا تبر خولی خونخوار
تلوار سے وقفہ نہ ملا چند نفس کا
دم رک گیا نیزہ جو لگا ابن انس کا

۱۱۸
لکھا ہے کہ جب مر گیا بحنت دل شبیرؑ
اک سیدہ نکلی در خیمے سے کھلے سر
بارہ ستم ایجاد بڑھے کھینچ کے خنجر
مقنع تھا نہ برقع تھا نہ موزے تھے نہ چادر
چلاتی تھیں خوف سے ہاتھ آنکھوں پہ دھرکے
لو فاطمہؑ آتی ہیں بچانے کو پسر کے

۱۱۹
اس بھیڑ میں آکر وہ ضعیفہ یہ پکاری
گھوڑا تو ہے کوتل کدھر اتری ہے سواری
اے سبط نبیؐ ابن علےؑ عاشق باری
بھیا بہن آئی ہے زیارت کو تمہاری
مر جاؤں گی حضرت کو جو پانے کی نہیں میں
بے آپ کے دیکھے ہوئے جانے کی نہیں میں

۱۲۰
اُس وقت شہ دیں نے سنی زاری خواہر
فرمایا اشارے سے کہ اے شمر ستمگر
جس وقت کہ تھا حلق مبارک تہ خنجر
زینبؑ نکل آئی ہے ٹھہر جا ابھی دم بھر
آخر تو سفر ہوتا ہے اس دار محن سے
دو باتیں تو کر لینے دے بھائی کو بہن سے

۱۲۱
منہ پھیر لیا شمر نے خنجر کو ہٹا کے
تڑپا کی ہو بھائی کو بہن بلوے میں آکے
دی شہ نے یہ زینبؑ کو صدا اشک بہا کے
دیکھو گی کسے ہم تو ہیں نیچے ہیں قضا کے
اٹھ سکتے نہیں جسم پہ تلواریں پڑی ہیں
گھبراؤ نہ اماں مرے پہلو میں کھڑی ہیں

۱۲۲
دوڑی یہ صدا سن کے ید اللہ کی جائی
پر ہائے بہن بھائی تلک آنے نہ پائی
چلائی کہ دیدار تو میں دیکھ لوں بھائی
یاں ہو گئی سید کے سر و تن میں جدائی
قاتل کو نہ گردن کو نہ شمشیر کو دیکھا
پہونچی تو سناں پر سر شبیرؑ کو دیکھا

۱۲۳
سر دیکھ کے بھائی کا وہ بیکس یہ پکاری
خنجر سے یہ گردن کی رگیں کٹ گئیں ساری
دکھ پائے بہن آپ کی مظلومی کے واری
تم مر گئے پوچھے گا خبر کون ہماری
آفت میں پھنسی آل رسولؐ عربی کی
اب جائیں کہاں بیٹیاں زہراؑ و علیؑ کی

۱۲۴
بھیا مرا کوئی نہیں تم خوب ہو آگاہ
ڈھارس تھی بڑی آپ کی اے سرور ذی جاہ
احمدؐ ہیں نہ زہراؑ نہ حسنؑ ہیں نہ یدؑ اللہ
چھوڑا نے مجھے جنگل میں یہ کیا قہر کیا آہ
چلتے ہوئے کچھ مجھ سے نہ فرما گئے بھائی
بھینا کو نجف تک بھی نہ پہونچا گئے بھائی

۱۲۵
اے میرے شہیدلے مرے ماں جائے برادر
کس طرح مرے دل کو قرار آئے برادر
کس سے ترا لاشہ بہن اٹھوائے برادر
پانی بھی نہ قاتل نے دیا ہائے برادر
انساں پہ ستم یوں کبھی انساں نہیں کرتا
حیواں کو بھی پیاسا کوئی بے جاں نہیں کرتا

۱۲۶
خاموش انیس اب کہ ہے دل سینے میں بے چین
اب حق سے دعا مانگ کے لے خالق کونین
لکھے نہیں جاتے ہیں جو زینبؑ نے کیے بین
حاسد ہیں بہت دل کو عطا کر مرے تو چین
لا حق ہے عداوت انہیں اس ہیچمداں سے
بے تیغ کٹے جاتے ہیں شمشیر زباں سے

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com